ایک غلط بیانی کی تردید

از

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

ایک غلط بیانی کی تردید

(تحریر فرمودہ حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی)

معزز اخبار روزانہ آفتاب میں "مرزا بشیرالدین محمود احمد سے قطع تعلق" کے عنوان کے نیچے ایک صاحب کا خط شائع ہوا ہے۔ جنہوں نے اپنا نام مستری عمر بخش اور پتہ انجن ڈرائیور کوہاٹ بتایا ہے یہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے ۷ ار ستمبر ۱۹۱۵ء میں میری بیعت کی تھی اور مدت تک میرے وعظ اور خطبات کا مطالعہ کرتے رہے لیکن مجھے اپنی خواہشات پر اسلام کو قربان کرنے والا دیکھ کر انہیں مجھ سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ جس کا وہ اخبار آفتاب کے ذریعہ اعلان کرتے ہیں۔ اس نفسانیت کی ایک مثال وہ یہ لکھتے ہیں کہ ان کو میری طرف سے تحریک کی گئی کہ وہ مسئلہ خلافت سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کریں تاکہ گورنمنٹ خوش ہو کر مجھے تو کونسل کا ممبر نامزد کر دے اور میرے چھوٹے بھائی کو قادیان کا آنریری مجسٹریٹ بنا دے۔ آخر میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے اکتوبر ۱۹۱۹ء میں ایک سو پچاسی روپیہ سات آنے برائے اشاعت اسلام ارسال کئے تھے وہ خلافت کمیٹی بمبئی کو ادا کر دیئے جاویں کیونکہ وہ اپنا روپیہ تخریب اسلام میں خرچ نہیں کرنا چاہتے۔

اس خط کو پڑھ کر اس کے لکھنے والے اور اس کے شائع کرنے والے دونوں صاحبوں پر مجھے تعجب ہوا۔ لکھنے والے صاحب پر اس لئے کہ انہوں نے اس قسم کے افتراؤں سے کام لیا ہے جن کا پوشیدہ

رہنا بالکل محال تھا۔ اور شائع کرنے والے صاحب پر اس لئے کہ باوجود ایک شریف اور معزز آدمی ہونے کے اور صاحب تجربہ ہونے کے انہوں نے اس قسم کی تحریر بلا کسی تحقیق کے شائع کر دی۔

ہمارے لٹریچر سے واقفیت رکھنے والے اصحاب سے خواہ غیر احمدی ہوں یا احمدی یہ بات پوشیدہ نہیں کہ بیعت کرنے والوں کی فہرست باقاعدہ اخبار الفضل میں شائع ہوتی رہتی ہے اور ایک رجسٹر میں سب بیعت کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ اس مضمون کے شائع ہونے پر اس فہرست کی پڑتال کرنے پر معلوم ہوا کہ ستمبر ۱۹۱۵ء میں کسی شخص نے جو اس نام یا اس پتہ کا ہو بیعت نہیں کی پس ان صاحب کا یہ تحریر فرمانا کہ انہوں نے ستمبر ۱۹۱۵ء میں بیعت کی تھی ایک افتراء ہے۔ مگر چونکہ بہت دفعہ دفتر کی غلطی سے یا اور وجوہات سے بیعت کرنے والوں کے نام اندراج سے رہ جاتے ہیں۔ اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ پیشتر اس کے کہ اس خط کا جواب لکھا جاوے کوہاٹ کے سیکرٹری انجمن احمدیہ سے اس کے متعلق دریافت کر لیا جاوے۔ کہ کیا اس نام کا کوئی احمدی وہاں ہے اور اس غرض سے وہاں خط لکھوایا گیا۔ مولوی صدر الدین صاحب مولوی فاضل مدرس گورنمنٹ سکول کوہاٹ سیکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ نے اس خط کا جو جواب تحریر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام اور پتہ کا کوئی احمدی وہاں نہیں ہے۔ بلکہ اس نام اور اس پتہ کا کوئی آدمی ہی کوہاٹ میں نہیں ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں "خاکسار بھی تقریباً ۱۶ ماہ سے یہاں ہے اور اس سے پہلے بھی انجمن کوہاٹ کا وجود تھا لیکن نہ میری موجودگی میں کوئی ایسا احمدی جماعت کا ممبر تھا اور نہ سابقہ کاغذات میں اس شخص کا نام درج ہے۔"

مگر اسی پر بس نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ لطیفہ ہے کہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے شہر میں تحقیقات کی کہ اس نام کا کوئی انجن ڈرائیور ہے بھی کہ نہیں؟ تو ان کو معلوم ہوا کہ کوہاٹ میں چار جگہیں ہیں جہاں انجن سے کام ہوتا ہے۔ (۱) ریلوے سٹیشن (۲) ملٹری ورکس گودام (۳) برف خانہ فوجی (۴) برف خانہ شہر کا متصل تحصیلی دروازہ۔ برف خانہ شہر بند ہے وہاں اس وقت کوئی ملازم نہیں ہے۔ برف خانہ فوجی میں چار انجن ہیں اور چاروں پر اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ ریلوے سٹیشن اور ملٹری ورکس گودام بڑے محکمے ہیں وہاں کے کارکنوں سے بذریعہ تحریر دریافت کیا گیا تو میاں نبی بخش صاحب غیر احمدی فورمین کوہاٹ ملٹری ورکس گودام نے تحریر فرمایا کہ "میں تصدیق کرتا ہوں کہ کوہاٹ ملٹری ورکس میں بنام عمر بخش ڈرائیور انجن کا کوئی نہیں ہے۔" اسی طرح ریلوے سٹیشن کے شیڈ کلرک میاں خیر الدین صاحب نے جو ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ جواب دیا کہ

"CERTIFIED THAT MISTRI UMER BUKSH DRIVER

IS NOT EMPLOYED IN ANY CAPACITY AT KOHAT."

اب اس تحقیقات کے بعد ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ نہ صرف یہ کہ یہ صاحب احمدی ہی نہیں ہیں بلکہ ان صاحب کا وجود ہی خیالی ہے اور کسی شقی القلب انسان نے تمسخر کے طور پر جھوٹا خط بنا کر آفتاب کے ایڈیٹر کے نام ارسال کر دیا ہے۔

مندرجہ بالا تین دلائل کے علاوہ چوتھی دلیل اس خط کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ یہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وہ میرے مواعیظ اور خطبات کو مدت تک پڑھتے رہے ہیں اور میرے خطبات صرف اخبار الفضل میں شائع ہوتے ہیں جس کے خریداروں میں اس نام کا کوئی شخص نہیں ہے اور ہمارے اخبار ایجنسیوں کی معرفت فروخت نہیں ہوتے کہ کہا جا سکے کہ یہ صاحب کسی ایجنسی سے اخبار خرید کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

پانچویں دلیل ان صاحب کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں انہوں نے ایک سو بچاسی روپے سات آنے کی رقم اشاعتِ اسلام کے لئے بھیجی تھی۔ ہمارے ہاں باقاعدہ دفاتر ہیں جہاں ایک ایک پیسہ کی رقم درج ہوتی ہے۔ جو منی آرڈر وغیرہ براہ راست محاسب کے نام آتے ہیں وہ تو ان کے حسابات میں درج ہوتے ہی ہیں اور جو میرے نام آویں وہ بھی خواہ میرے ذاتی ہوں یا چندہ کے دفتر محاسب میں جاتے ہیں اور وہاں سے ایک رجسٹر پر درج ہو کر پھر میرے پاس بغرض دستخط آتے ہیں اور میرے دستخط کر دینے پر وہی دفتر ان کو وصول کرتا ہے اور اگر کوئی میرا ذاتی روپیہ ہو تو مجھے ادا کر دیتا ہے ورنہ وہیں دفتر کے حسابات میں اس کو جمع کر لیتا ہے۔ ان تمام رجسٹرات میں اس نام کے کسی شخص کی کوئی رقم درج نہیں ہے بلکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے ڈاک خانہ سے بھی دریافت کیا گیا کہ کیا اس نام کے کسی شخص کی کوئی رقم اس ماہ میں آئی ہے تو انہوں نے انکار کیا۔

ان تمام شہادات کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ پبلک اس خط کے لکھنے والے کی شرافت اور انسانیت کا اچھی طرح اندازہ کر سکے گی۔ اور اسے معلوم ہو جاوے گا کہ بعض لوگ تعصب میں اندھے ہو کر کس قدر ذلیل حرکات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اور ان جھوٹوں پر ہی قیاس کر کے وہ سمجھ سکے گی کہ کونسل کی ممبری اور آنریری مجسٹریٹی کے حصول کا الزام بھی اسی قسم کے اتہامات میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ کونسل کی ممبری کیا اس سے ہزاروں گنے بڑھ کر بھی کوئی دنیاوی عزت ہو تو وہ میری نظروں میں ایک تنکے کے برابر بھی قدر نہیں رکھتی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے اس کے مقابلہ

میں یہ گورنمنٹ یا کوئی اور گورنمنٹ مجھے دے ہی کیا سکتی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے خدمت اسلام کا موقع دیا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہو سکتی ہے۔ کیا اسلام کا خادم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہونے سے بڑھکر اور کوئی مقام ہے جس کے حصول کے لئے انسان کوشش کر سکتا ہے؟ پھر جسے وہ حاصل ہو یا کم سے کم وہ خیال کرتا ہو کہ اسے وہ مقام حاصل ہے دُنیا کی عزتیں اس کی نگاہ میں نیچ ہی کیونکر سکتی ہیں۔ نادان انسان اپنے پر دوسروں کو قیاس کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ جس طرح میرا دل دُنیا کی محبت سے بھرپور ہے اسی طرح ہر ایک شخص اس محبت کے جذبات کا متوالا ہے۔ مگر آہ! اسے کیا معلوم ہے کہ دُنیا میں ایسے وجود بھی ہیں جو اس دُنیا کو مردار سے زیادہ حقیر خیال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اسی قدر تعلق رکھتے ہیں جس قدر تعلق رکھنے کے لئے شریعت اور احکام اسلام انہیں مجبور کرتے ہیں۔

میں آخر میں ان تمام لوگوں سے جو اپنے دل میں اسلام کا درد رکھتے ہیں التجاء کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی موجودہ حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا یہی ذرائع ہیں جن سے اسلام ترقی کر سکتا ہے۔ مانا (گو یہ غلط ہے) کہ میں اور میری جماعت ترکوں کی دشمن ہے۔ مانا (نعوذ باللہ من ذالک) کہ ہم اپنے فوائد پر اسلام کو قربان کر رہے ہیں لیکن کیا اگر ہم گندے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ لوگ بھی گندے ہو جاویں۔ کیا اگر ہم جھوٹے ہیں تو آپ لوگوں کو بھی جھوٹ بولنا شروع کر دینا چاہئے۔ اگر ہم لوگ فریب کرتے ہیں تو آپ لوگوں کو بھی فریب سے کام لینا چاہئے؟ کیا اسلام کی ترقی نعوذ باللہ من ذالک بغیر جھوٹ، اتہام اور فریب کے نہیں ہو سکتی۔ اے کاش! آپ لوگ سمجھتے کہ اسلام ان تدبیروں کا محتاج نہیں۔ جھوٹ اپنے قیام کے لئے جھوٹ کا محتاج ہوتا ہے۔ مگر سچ اپنی ترقی کے لئے سچ کے سہارے کے سوا اور کوئی سہارا نہیں چاہتا۔ وہ سچ ہی کیا جس کی تائید کے لئے جھوٹ بولنا پڑے اور وہ حق ہی کیا ہے جس کی مدد کے لئے باطل کو بلانا پڑے۔ کیا وہ بھی خدا کہلا سکتا ہے جو اپنی مدد کے لئے بتوں کو بلاوے۔ اور وہ بھی زندہ کہلانے کا مستحق ہے جو لاشوں کے پیچھے چھپ کر اپنی جان بچاوے۔

اے کاش! آپ لوگ محسوس کرتے کہ اسلام خود گرنے والی چیز نہیں۔ گرنے والے مسلمان ہیں اور ان کے گرنے کی وجہ صرف اسلام کو چھوڑ دینا ہے۔ وہ صدق و سداد کا راستہ جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا جب مسلمانوں نے چھوڑ دیا تب وہ درندوں کا شکار ہوئے اور وحشیوں کے پاؤں کے نیچے روندے گئے۔ اب اس مصیبت سے بچنے اور اس دُکھ سے نجات پانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ پھر وہ ان اخلاق کو اختیار کریں اور ان اُصولوں کو محکم پکڑیں جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بیان کیا اور جن کو لے کر قرآن کریم عرش عظیم سے نازل ہوا۔ عذاب تو خشیۃ اللہ پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ پھر اس قوم کا کیا حال ہو گا جو عذاب الٰہی کے نزول کے وقت بھی بجائے خدا کے آگے جھکنے اور راستی کو اختیار کرنے کے تمسخر اور جھوٹ کی طرف مائل ہوتی ہے اور اسی کو اپنا شعار بناتی ہے۔ کاش! آپ لوگ سمجھتے کہ انگارے سے بچنے کے لئے آگ میں نہیں کودتے اور بھیڑیئے سے محفوظ ہونے کے لئے شیر کی غار میں نہیں گھستے۔ کوئی نہیں جو بارش سے بھاگ کر سمندر میں جا گرتا ہو اور ہوا سے ڈر کر بگولے کو جا پیٹتا ہو۔ پھر آپ لوگوں کو کیا ہوا کہ دُنیا کے مصائب سے تنگ آکر ان راہوں پر قدم مارنے لگے جو رُوحانیت سے دُور لے جانے والی اور خدا سے بعید کر دینے والی ہیں۔ اگر دُنیا نے آپ کو دھکا دیا تھا تو کیا آپ کے لئے ایک ہی راہ کُھلی نہ تھی کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے اور اس کے آگے مُردہ کی طرح اپنے آپ کو ڈال دیتے اور ہر ایک گند سے اپنے آپ کو پاک کر دیتے اور جھوٹ اور فریب اور تمسخر اور ایذا رسانی سے ایسے دُور ہو جاتے کہ گویا اس سے کبھی کسی کا تعلق ہُوا ہی نہیں اور خشیت اللہ کے آثار آپ کے چہروں سے نمایاں ہوتے اور محبت الٰہی کا نور آپ کی پیشانیوں سے ٹپکنے لگتا۔ تب خدا کی محبت کا ہاتھ آپ کو کھڑا کر دینے کے لئے آپ کی طرف بڑھتا اور اس کے رحم کی آواز آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے بلند ہوتی اور اس کی رحمت کا سایہ آپ کے اوپر چھا جاتا اور پھر اس کی غیرت بھڑکتی اور آپ کے دشمنوں کو خس و خاشاک کی طرح جلا کر راکھ کر دیتی۔ اسلام پہلے بھی صداقت کے زور سے بلند ہوا اور اب بھی اسی کے ذریعہ سے ترقی کرے گا۔ جھوٹ مٹایا جاوے گا۔ خواہ مسلم کی زبان پر ہو خواہ کافر کی زبان پر۔ باطل کچلا جاوے گا خواہ ایمان کے جبہ میں ظاہر ہو یا کُفر کے کوٹ میں۔ پس جھوٹ کو چھوڑ دو اور حق کو اختیار کرو تا خدا کی نصرت تمہارے ساتھ ہو اور اس کا غضب تمہارے خلاف نہیں بلکہ تمہاری تائید میں بھڑکے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان